۱۴ ایک خواب

شمیم حنفی

پیدائش : ۱۴؍جنوری ۱۹۳۸ء

شمیم حنفی اُردو کے ایک ممتاز نقاد ہیں۔تنقید کے علاوہ انھوں نے ڈرامے بھی لکھے ہیں۔انھیں بچوں کے ادب سے بھی دلچسپی ہے۔'کٹا ہوا ہاتھ' اور 'بھوتوں کا جہاز' ان کی کہانیوں کے مجموعے ہیں۔انھوں نے دوسری زبانوں سے کئی ترجمے کیے ہیں۔زیرِ نظر کہانی 'ایک خواب' ایک یونانی کہانی ہے جسے شمیم حنفی نے بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔

اس کہانی میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ آدمی کی تن درستی اُسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب جسم کے تمام اعضا مل جل کر اپنا کام انجام دیں۔

ایک رات ایک بڑے میاں نے خواب دیکھا۔عجیب خواب تھا! کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دونوں ہاتھ، دونوں پیر، منہ اور سارے دانت بری طرح پیٹ کو ڈانٹ رہے ہیں۔

پیر کہہ رہے تھے، "پیٹ رے پیٹ تو موٹا بھی ہے اور عقل کا کھوٹا بھی۔کام کا نہ کاج کا، دشمن اناج کا۔ہم دِن بھر چلتے ہیں۔بازار جاتے ہیں۔کھانے پینے کا سامان لاتے ہیں۔تو بس کھاتا ہے اور چین کی بنسی بجاتا ہے۔نِٹھلّا کہیں کا۔"

یہ سُن کر دونوں ہاتھ بولے، "ہاں ہاں! پیر ٹھیک ہی تو کہتے ہیں۔اب ہمیں کو دیکھ۔ہم کتنی محنت کرتے ہیں۔باغ کی صفائی، گیہوں کی پِسائی۔پھر آگ جلانا، کھانا پکانا، یہ سب ہمارے ذمّے۔اور تو!....سب کچھ چَٹ کر جاتا ہے۔مُفت خورا!"

منہ، زبان اور دانتوں نے مِل کر پیٹ کی ہنسی اُڑائی۔خوب کھری کھری سنائی۔کہنے لگے، "ہم نہ ہوتے تو کیا تو بازار

جاتا، کیا قسم قسم کے پکوان اُڑاتا، ہاتھ پاؤں اپنا کام کر چکتے ہیں تو کھانا ہم چباتے ہیں۔ اس کا مزہ ہم بتاتے ہیں۔ اسے معدے تک ہم پہنچاتے ہیں۔ پیٹ رے پیٹ! تو ہو ملیا میٹ!"

یہ جھگڑا بہت دیر تک چلتا رہا۔ سبھی پنجے جھاڑ کر پیٹ کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ آخر پیروں نے ایک تجویز پیش کی۔ تجویز یہ تھی کہ ہم سب کے سب پیٹ کے لیے کچھ کرنا دھرنا چھوڑ دیں۔

"واہ! کیا لاجواب بات سوچی ہے!" ہاتھ، منہ، زبان اور دانت ایک ساتھ بولے۔

"میاں پیٹ! اب تمھیں پتا چلے گا کہ کاہلی کی سزا کیا ہوتی ہے۔"

پیٹ بے چارہ چپ چاپ سب کی سنتا رہا۔ غصّے میں بُھنتا رہا۔ اس نے کسی کو کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ سچ مچ بہت موٹا تھا اور دیکھنے میں بڑا کاہل اور آرام پسند نظر آتا تھا۔

اب پیروں نے بازار جانا چھوڑ دیا۔ ہاتھوں نے سامان اُٹھانا اور کھانا پکانا چھوڑ دیا۔ منہ نے چُپ سادھ لی۔ دانتوں نے کھانا چبانا چھوڑ دیا۔ جب یہ سب چھوٹ گیا تو زبان نے بھی چیزوں کا ذائقہ بتانا چھوڑ دیا۔

اب بڑے میاں خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ صبح ہو چکی ہے۔ اپنی عادت کے مطابق انھوں نے بستر سے اُٹھنا چاہا مگر اُٹھتے تو تب جب سچ مچ جاگ چکے ہوتے۔ وہ تو بس خواب میں جاگے تھے۔ اُٹھنا چاہا تو لگا پاؤں بے جان ہو کر رہ گئے ہیں۔ پھر ہاتھ ہلانے کی کوشش کی تو ہاتھوں نے بھی کوئی حرکت نہ کی۔ نہ منہ کھول سکے، نہ زبان سے کچھ بول سکے۔ یوُں لگتا تھا جیسے بیمار پڑ گئے ہوں۔

خواب اسی طرح جاری رہا۔ کئی روز تک بڑے میاں اسی طرح پڑے رہے۔ دھیرے دھیرے ان کی طاقت جواب دیتی گئی۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں! کہاں تو ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان، دانت، جب دیکھو پیٹ کو جلی کٹی سناتے تھے اور بے چارہ پیٹ سب کی سنتا رہتا تھا۔ وہ کچھ نہ کہتا۔ کہتا بھی کیا! اور اب یہ حال تھا کہ کسی میں بھی کچھ کہنے کی سکت نہ رہ گئی تھی۔

پھر بڑے میاں کیا دیکھتے ہیں کہ مسلسل فاقہ کشی کی وجہ سے ان کا بدن سوُکھ گیا ہے۔ کھال لٹک گئی ہے۔ رگیں اَینٹھ گئی ہیں۔ جسم میں خوُن کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ دُعا کی گھڑی ہے۔

اب ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان، دانت اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ پیٹ سے لڑ بھی نہیں سکتے۔ خود کو حرکت بھی دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے۔ پیٹ بھی پچک گیا ہے، بے جان سا پڑا ہے۔

اتنے میں بڑے میاں کے کانوں سے ایک کمزور سی آواز ٹکرائی۔ ان کا ایک پیر کہہ رہا تھا، "اے دوستو! ہمیں یہ بات مان لینی چاہیے کہ ہم سے بڑی بھوُل ہوئی۔ ہمارے پیٹ ہی نے اپنی رہی سہی طاقت کے بل پر ہمیں اب تک زندہ رکھا۔"

یہ سُن کر پیٹ بڑی اُداسی کے ساتھ مُسکرایا۔ پھر اس کے سننے میں یہ آیا کہ ہاتھ، پیر، منہ، زبان، دانت ایک آواز ہو کر کہہ رہے ہیں، "آؤ! ہم سب آج سے پھر اپنا اپنا کام شروع کر دیں۔" اس آواز کے ساتھ ہی بڑے میاں کی آنکھ کھل گئی۔

جاگ کر انھوں نے دیکھا کہ ان کے پاؤں چل سکتے ہیں۔ ہاتھ بوجھ اُٹھا سکتے ہیں۔ منہ کُھل سکتا ہے۔ زبان چل سکتی

ہے۔ دانت کھانے کا نوالہ چبا سکتے ہیں۔ وہ بالکل بھلے چنگے ہیں!

ناشتہ سامنے آیا تو انھوں نے اپنا خواب یاد کیا۔ اپنے آپ سے بولے، ہمارے جسم کے ہر حصّے کو دوسرے حصّوں کی مدد درکار ہوتی ہے۔ سب مِل جل کر ہی کوئی کام کر سکتے ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان، دانت اور پیٹ، جی ہاں، پیٹ بھی ...ان میں کوئی کسی کا دشمن نہیں۔ اگر ایک کام کرنا بند کردے تو دؤسروں کا کام بگڑ جائے گا۔ سب کے سب بیمار پڑ جائیں گے۔ سب اپنا فرض پہچانیں، کسی کو خود سے کم تر نہ جانیں۔ اس سے زندگی کی گاڑی صحت اور سکوٗن کے راستے پر چل سکے گی۔ آپس میں لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا تو گاڑی رک جائے گی۔

یہ سوچ کر بڑے میاں اپنے خواب پر خوب زور سے ہنسے۔ پھر مزے لے لے کر ناشتہ کرنے لگے۔

****

چین کی بنسی بجانا	عیش کرنا	چپ سادھ لینا	خاموش ہو جانا
نِٹھلّا	نِکمّا	طاقت جواب دینا	طاقت ختم ہو جانا
ہنسی اُڑانا	مذاق اُڑانا	جلی کٹی سنانا	برا بھلا کہنا
ملیا میٹ	ختم، برباد	سکت	طاقت
پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑنا	کسی کو بہت پریشان کرنا	فاقہ کشی	بھوکا رہنا
غصّے میں بھننا	بہت غصہ کرنا	کم تر	حقیر

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ خواب کس نے دیکھا؟

۲۔ پیٹ کی کس کس نے ہنسی اڑائی؟

۳۔ پیروں نے کیا تجویز پیش کی؟

۴۔ عادت کے مطابق بڑے میاں بستر سے کیوں نہ اُٹھ سکے؟

۵۔ کسی کو خود سے کم تر نہ سمجھنے کا کیا فائدہ ہے؟

❋ **مختصر جواب لکھیے۔**

۱۔ خواب میں پیروں نے پیٹ سے کیا کہا؟

۲۔ پیروں کی بات سن کر ہاتھوں نے کیا کہا؟

۳۔ منہ، زبان اور دانتوں نے پیٹ کو کیا کھری کھری سنائی؟

۴۔ بڑے میاں نے بستر سے اُٹھنا چاہا تو کیا محسوس کیا؟

۵۔ ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان اور دانت کو اپنی غلطی کا احساس کب ہوا؟

۶۔ خواب سے جاگنے کے بعد بڑے میاں نے کیا دیکھا؟

❋ **مندرجہ ذیل محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔**

چین کی بنسی بجانا ، ہنسی اُڑانا ، پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑنا ، چُپ سادھ لینا ، جلی کٹی سنانا

❋ 'کام کا نہ کاج کا، دشمن اناج کا' یہ ایک کہاوت ہے جو اس سبق میں آئی ہے۔ کہاوت سے بات میں زور پیدا ہوتا ہے۔ اپنے استاد کی مدد سے نیچے دی ہوئی ادھوری کہاوتوں کو مکمل کیجیے۔

۱۔ مان نہ مان ....

۲۔ آم کے آم ....

۳۔ آسمان سے گرا ....

۴۔ چار دن کی چاندنی ....

۵۔ ناچ نہ جانے ....

۶۔ جب تک سانس ....

غور کر کے بتائیے: اگر آنکھ اور کان کام کرنا چھوڑ دیں تو کیا ہوگا؟

سرگرمی: پیٹ، ہاتھ، پیر، منہ، زبان اور دانت کو کردار بنا کر اس کہانی کو ڈرامے کی شکل میں پیش کیجیے۔

3V7CRG

آیئے زبان سیکھیں

ذیل کے جملوں کو پڑھ کر ان کے لہجے پر غور کیجیے:

۱۔ کہاں ہے شیر؟ ۲۔ کیسے تکلیف فرمائی؟

ان جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی سوال کیا گیا ہے اس لیے انھیں **سوالیہ جملے** کہتے ہیں۔ ایسے جملوں کے آخر میں **سوالیہ نشان (؟)** لگاتے ہیں۔

اب ان جملوں پر غور کیجیے۔

۱۔ واہ! کیا لاجواب بات سوچی ہے۔ ۲۔ ارے ارے! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔

پہلے جملے سے بولنے والے کی خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے جملے سے افسوس کا اظہار ہوتا ہے۔ ایسے جملوں کو **فجائیہ جملے** کہتے ہیں۔ ان کے آخر میں جو **نشان (!)** لگاتے ہیں اسے **'فجائیہ نشان'** کہتے ہیں۔

ذیل کے جملوں میں مناسب نشان لگائیے۔

(۱) ارے واہ آپ کب آئے (۲) کیا تم نے یہ کتاب پڑھی ہے